

افکار و آرا

مسلم فیملی لاز آرڈی منس

۷۸۶
۹۹۶

محترمی مکرمی جناب ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب بالقابہ۔ ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے مسلم فیملی لاز آرڈی منس مجریہ کا علم ہے اور اپنی تحریری رائے پوری تفصیل کے ساتھ کئی صفحات میں اسلامی مشاورتی کونسل کے صدر محترم کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں۔

مجھے عالمی قوانین کمیشن ۱۹۵۵ء کے پس منظر اور پیش منظر کا اور اس کے معزز و قابل صد احترام رکن مولانا احتشام الحق مدظلہ العالی کے دیانت دارانہ اختلاف کا علم ہے۔ جب اس کمیشن کی رپورٹ ۱۹۵۶ء میں منظر عام پر آئی ہے، اس کے مالہ و ماعلیہ کا مجھے علم ہے۔ اس کا کردگی کا بلکہ حسن کا کردگی کا بھی علم ہے جو مارشل لاء (۱۹۵۸ء) کے نفاذ تک حکومت پاکستان کا طرہ امتیاز رہا۔ صدر محترم نے اسی رپورٹ کی بنیاد پر جو مارچ ۱۹۵۸ء کو اعلان فرمایا، وہ بھی آج تک میرے کانوں میں گونج رہا ہے، خصوصاً یہ الفاظ جو اسلامی اور جمہوری رنگ میں رنگے ہوئے اچھی طرح یاد ہیں۔

”مسلم فیملی لاز آرڈی منس قوانین خداوندی نہیں جن میں تبدیلی نہ ہو سکے۔ نئی پارلیمنٹ میں عوامی نمائندے ضرورت محسوس کریں تو تبدیلی کر سکتے ہیں۔“

اس کے جواب میں مامور ترین علماء کرام نے جو فتوؤں اور تبصروں کی شکل میں طرز اختیار فرمایا اور جو حکومت نے ضبط و اخذ کا جمہوری طریق پسند فرمایا، اس کا بھی علم ہے۔ میرے ناقص خیال میں

بہترین طرز یہ تھا اور ہے کہ معزز ممبران قومی انسٹی فکٹر اسلامی کے ماہر ترین علماء کرام اور تجربہ کار دیانتدار و کلاء عظام کے انکار و آراء سے محدود مجالس کا بندوبست فرما کر استفادہ کا ایسا انتظام فرمائیں کہ استفادہ و افادہ میں کوئی تلخی نہ پیدا ہو۔ اور جو بزرگ اپنے روشن ترین دلائل و براہین کے ذریعہ کروڑوں عوام کے دلوں میں اذعان و یقین کی شمعیں روشن فرما سکتے ہیں ان کے لئے لکھ پڑھے سینکڑوں نمائندہ افراد کو اپنا مخلص ہم خیال بنانا نہ حد سہل ہے۔

”ادارہ تحقیقات اسلامی کے صدر محترم نے ”جشن قرآن پاک“ کی تقریب پر اس موضوع کے لئے اظہارِ رائے کا جو محدود بیان پر انتظام فرمایا، وہ آپ کی مخلصانہ مساعی اور معزز ممبران کے حکیمانہ طرزِ عمل سے پایہ تکمیل کو بخیر و خوبی پہنچا۔ ان معزز ترین بزرگوں کا احترام کرتا ہوں مگر میری بد قسمتی ہے کہ میری اس وقت بھی ناقص رائے یہ ہے کہ ”فیصلی لا زار ڈی منس“ کی کوئی دفعہ نص قرآنی اور شنبہ شہادۃ لولہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح فیصلہ کے خلاف نہیں۔ ہاں ایک خاص بات جو فیصلی لا زار ڈی منس کی دفعہ ۴ کے متعلق ان بزرگوں کی مبارک زبانوں سے مشترکہ طور پر نکلی اس نے مجھے متاثر کیا اور میرے اس ناقص خیال کی تائید ہوئی جو سالہا سال سے کھٹکتی رہتی تھی۔ اسی ناقص خیال کو سب سے پہلے جس منیر صاحب کی خدمت میں ادارہ تحقیقات اسلامی کے معزز ترین ممبر جس ایس اے رحمان صاحب کے توسط سے پیش کیا۔ ان کے بعد وہی ناقص خیال ہر لا ممبر کی خدمت میں پیش کرتا رہا۔ اب آپ کے توسط سے پیش کرتا ہوں۔ اور اسی چیز کو ان معزز و محترم ممبران کمیٹی نے بطور اعتراض کے پیش فرمایا ہے۔

کہ کلامہ (لا ولد) کی آیت $\frac{1}{2}$ میں لفظ ”اخوة“ میں عموم پیدا کرنا ضروری ہے یعنی اگر ایک لا ولد میت و مورث کا کوئی بھائی اس کی زندگی میں مر گیا ہو لیکن مورث کی وفات کے وقت اس مرحوم کی اولاد موجود ہو تو ان یتیم بھتیجوں کو قائم مقامی کے اصول پر مرحوم باپ کا حصہ ملنا چاہیے بلکہ اس کو اور عام ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ جس طرح اولاد نہ ہونے کی صورت میں مورث کے والد کی اولاد (بھائی نہیں) اس کی وارث ہوتی ہے۔ اسی طرح جس لا ولد مورث کی موت کے وقت اس کے باپ کی اولاد بھی موجود نہ ہو تو لا ولد مورث کے واد کی اولاد (چچا وغیرہ) وارث ہوتی۔ اس لئے اگر ایسے لا ولد مورث کی وفات کے وقت اس کا ایک چچا زندہ موجود ہو اور دوسرا چچا گوا

کی زندگی میں مرجحہ ہے لیکن اس کی اولاد زندہ موجود ہے۔ یہ اولاد (لا ولد مورث کے چچا زاد بھائی) اپنے مرحوم باپ (لا ولد مورث کا بھائی) کے قائم مقام ہو کر وارث ہوگی۔ یہی سلسلہ آگے بھی جاری رہے گا۔ پس اگر کوئی لا ولد مورث فوت ہو جائے۔ اس کے باپ کی اولاد (لا ولد مورث کے بھائی وغیرہ) موجود نہ ہو۔ اور دادا کی اولاد (چچا وغیرہ) بھی موجود نہ ہو مگر پڑدادا کی اولاد موجود ہو (باپ کا چچا وغیرہ)۔ اور ایسی صورت پیدا ہو کہ لا ولد مورث کے والد کا ایک چچا تو لا ولد مورث کی وفات کے وقت موجود ہو اور لا ولد مورث کے باپ کا دوسرا چچا اس کی زندگی میں مر گیا ہو لیکن اس کی اولاد موجود ہو تو یہ اپنے مرحوم باپ کے قائم مقام ہو کر لا ولد مورث کے ترکہ میں سے حصہ لیں گے۔ اس فطری تقسیم کو ہمارے بزرگوں نے یوں تسلیم فرمایا ہے:-

”وہم (العصبات بالنسب) جزء المیت (اولادہ) و جزء اہلبیہ (اولاد اہلبیہ یعنی الاخوة) و جزء جدہ الاقرب (اعمام المیت وہم اولاد المجد) ثم اعمام الاب وہم اولاد اب المجد ثم اعمام الجد وہم اولاد جد المجد۔“ (فتاویٰ سر اجیہ و حواشیہا، ص ۱۴۱، مطبوعہ مجتہبی، دہلی۔

عائنی قوانین مجریہ کی دفعہ میں یہ اضافہ ضروری ہے اور اس کی قانونیت کا تقاضا ہے۔

میں اس اضافہ اور توسیع کی نقل انگریزی میں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ امید ہے آپ بہتیریت ہوں گے اور میری رائے ناقص کے منظر ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس کو صدر محترم کی خدمت میں پیش فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے اور یہ بھی کہ بزرگان کرام کی قلم بند شدہ آراء و افکار صدر محترم کی خدمت میں پیش کر چکے ہوں گے۔ والسلام مع الاحترام۔

دعا گو۔ غلام مرشد خطیب

بھائی دروازہ۔ لاہور



تجدید و بریت

جناب الطاف جاوید صاحب کا اعتذار ”فکر و نظر“ کے اکتوبر کے شمارے میں شائع ہوا ہے۔ اس سے اتفاق یا اختلاف اُن کے ناقدین کا منصب ہے۔ مگر اُن کی ایک بات غیر اسلامی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے:-